ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No4.2021

قرآنی فلسفۂ معروف ومنکر کے تناظر میں تجدد پسندانہ مذہبی تعبیرات

MODERN RELIGIOUS INTERPRETATIONS IN THE QURANIC PERSPECTIVE OF MAROOF & MUNKIR

***Hammadullah Khan, **Dr. Muhammad Samiullah**

Abstract:
Ultramodern wisdom has come to understand the fact that it's delicate, if not insolvable, to abolish one's religion or religious identity from a Muslim. Non-traditional or modernist religious Muslims, on the other hand, want the identity of Islam (or while remaining Muslim) to enjoy all the features and benefits of Western fustiness or leftism. In a non-traditional way, there's a growing class that seeks to reinterpret good and evil. Taglines similar as "My body is my will" are an expression of this thinking. In such a state of confusion, the social status of good and evil is challenged. Analysis of the being non-traditional religious study in the environment of religious tradition and theological gospel is the scientific need of the time to justify the goods of this intellectual and social problem formerly being in non-societies on Muslim societies. The issue of good and evil is also one of the motifs of gospel and wisdom that have been the subject of important contemplation among mortal beings. Proponents of all periods have reflected on it and religious people have tried to break it in every age, but indeed in this way of reflection, the crunches of intellect and wisdom can be gauged from this. According to the proponents, the introductory question of determining good and evil is still undetermined, and indeed if the religious people have offered a result, no mortal being can accept it with the security of intellect and nature.
In this article, we look at the religious interpretations offered by modern thinkers, similar as metaphysical issues, heaven, hell, retaliation, doomsday, and mortal social issues, similar as politics, republic, collectivism, and collaborative religious issues. Women's rights and duties in mortal society, etc. Also, the religious interpretations offered by ultramodern thinkers on the part of disclosure in moral matters, the part of reason in the conformation of mortal laws, etc., meet the criteria of the Qur'anic gospel of the well- known and the denier.
Keywords: *Maroof-o-Munkir, Good & Evil, Religious Interpretations, Quranic Perspective of Good & Evil*

تجریدی خاکہ (اردو)
جدید دانش اِس حقیقت کو سمجھ چکی ہے کہ ایک مسلمان سے اس کا مذہب یا مذہبی شناخت مٹانا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔اِدھر غیر روایتی یا تجدد پسند مذہبی مسلمان یہ چاہتا ہے کہ اسلام کی شناخت (یا مسلمان رہتے ہوئے) مغربی جدیدیت یا لبرازم کے جملہ خصوصیات وفوائد سے متمتع ہوں۔اِس فکری دوراہے نے ایک اور فکر تشکیل دی جس میں مذہبی مداہنت سے دور رہ کر غیر روایتی انداز میں خیر وشر کی از سرِ نو تعبیر خواہاں طبقہ وجود پذیر ہو رہا ہے۔"میرا جسم میری مرضی" جیسے سلوگنز اِسی فکر کے مظاہر ہیں۔ایسے فکری انتشار کی کیفیت میں خیر وشر کی سماجی حیثیت چیلنج ہوتی ہے۔مذہبی روایت اور کلامی فلسفہ کے تناظر میں اِس وجود پذیر غیر روایتی مذہبی فکر کا تجزیہ اسباب واثرات وقت کی علمی ضرورت ہے جس میں غیر معاشروں میں پہلے سے موجود اِس فکری وسماجی مسئلہ کی رونی میں مسلم معاشروں پر مرتب ہونے والے اثرات کا جائزلیاجائے۔ فلسفہ وحکمت کے وہ مباحث جو انسان کے ہاں بہت غور وفکر کا موضوع رہے ہیں، ان میں سے ایک خیر وشر کا مسئلہ بھی ہے۔اس پر ہر زمانے کے اہل فلسفہ نے رائے زنی کی اور اہل مذہب نے بھی ہر دور میں اسے حل کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن غور وفکر کی اس راہ میں بھی عقل وخرد کی نارسائیوں کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اہل فلسفہ کے ہاں تو ہنوز خیر وشر کے تعین کا بنیادی سوال ہی حل طلب ہے اور اہل مذہب نے اس کا حل اگر کوئی پیش بھی کیا ہے تو اسے کوئی انسان عقل و فطرت کی سلامتی کے ساتھ قبول نہیں کر سکتا۔ پروردگار عالم نے انسان کو اس دنیا میں فکر وعمل کی جس آزمائش میں ڈالا ہے۔اس میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ انسان بس اندھیروں میں ٹھوکریں ہی کھانے کے لیے چھوڑ دیا گیا ہو اور گم کردہ راہ ہونا اس کا مقدر بن گیا ہو، بلکہ آزمائش کے اس دور میں، وحی آسمانی ہمیشہ سے انسان کے لیے ہدایت کا وہ منارہ رہی ہے، جس کا طالب اپنے پہلے ہی قدم کو راہ ہدایت پر پاتا ہے۔البتہ، یہ انسان کی اپنی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ اس سے کوئی فائدہ اٹھانا چاہتا ہے یا نہیں۔ یہ آسمانی وحی اب انسان کے پاس جس واحد شکل میں محفوظ ہے، وہ قرآن مجید ہے۔اس میں خدا نے جہاں اور بہت سے بنیادی معاملات میں انسان کی رہنمائی کی ہے، وہاں خیر وشر کے اس مسئلے میں بھی معروف ومنکر کی صورت میں، حق بات کو واضح کرتے ہوئے ان سب سوالوں کا جواب دیا ہے، جنھیں صدیوں کی کوشش کے باوجود انسان اپنی عقل سے حل نہیں کر سکا۔

*Ph. D Scholar Islamic Thought & Civilization, University of Management and Technology, Lahore, Pakistan
**Assistant Professor Islamic Thought & Civilization, University of Management and Technology, Lahore, Pakistan

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No4.2021

اس مقالے میں ہمارے پیش نظر یہ ہے کہ تجد دپسند مفکرین کی طرف سے پیش کی گئی مذہبی تعبیرات مثلاما بعد الطبعیاتی امور، جنت، جہنم، جزاء وسزا، قیامت نیز انسان کے سماجی مسائل مثلاطرز سیاست، جمہوریت، اجتماعیت، اجتماعی مذہبی امور، انسانی معاشرہ میں عورت کے حقوق وفرائض وغیرہ۔ اسی طرح اخلاقی مسائل میں وحی کا کردار ،انسانی قوانین کی تشکیل میں عقل کا کردار وغیرہ کے بارے میں تجد دپسند مفکرین جو مذہبی تعبیرات پیش کرتے ہیں وہ قرآنی فلسفہ معروف ومنکر کی کسوٹی پر کس قدر پورا اترتا ہے؟

تجد دپسندانہ مذہبی تعبیرات: قرآنی فلسفۂ معروف ومنکر کے تناظر میں تجزیاتی مطالعہ

Modern Religious Interpretations in the Quranic Perspective of Maroof & Munkir: Analytical Study

تعارف مو ضوع: (Introduction and Background)

ہر مذہب اورر معاشرے میں نیکی کا تصور پایا جاتا ہے لیکن اسلام میں نیکی کو بہت زیادہ فوقیت حاصل ہے اور اسلام میں نیکی کے فروغ کے لیے بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے، اسلام بدی مٹانے کا درس دیتا ہے اس لیے اسلامی معاشرے کا فرد ہونے کے ناطے نیکی ہماری شان بھی ہے اور ہمارے لیے ڈھال کا کام بھی کرتی ہے کیوں کہ نیکی کے عمل کو دھراتے رہنے سے انسان گناہ کی زد میں آنے سے محفوظ رہتا ہے، نیکی ایک ایسا عمل ہے جو اپنے اندر خیر اور فلاح سمیٹے ہوئے ہے، نیکی ہمدردی بھی ہے نیکی مسیحائی بھی ہے، نیکی تن بدن کو مہکا دینے والے احساس کا نام ہے نیکی آخرت کی کامیابی کی خواہش کا نام ہے، انسان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اشرف المخلوقات بنا کر بھیجا ہے اور پھراُسے فیصلہ کرنے کی قوت عطا کی ہے، نیکی اور بدی میں فرق کی تمیز عطا کی ہے ، اگر ہم آسان اور مختصر الفاظ میں قرآنی اصطلاح،معروف ومنکر کا مفہوم بیان کریں تو وہ یہ ہے کہ معروف سے مراد ہر وہ چیزہے کہ جس کا اللہ کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اسلام کے 'دین فطرت' ہونے کے ناطے فطرتِ سلیمہ اورعقل صحیح بھی اس کے کرنے کا مطالبہ کرے گی اور وہ مسلم معاشروں میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ اور ہر وہ بات جس سے اللہ کے رسول ﷺ نے منع کیا ہو،منکر ہے نیز فطرتِ سلیمہ اور عقل صحیح بھی اس کے کرنے کو ناپسندکرے گی اور مسلم معاشروں میں بھی اس کو ناپسند کیا جائے گا۔

گویامعروف و منکرکا تعین اصلاً شریعت کرتی ہےکیا چیز معروف ہے اور کیا منکر ؟اس کا علم ہمیں شریعت سے حاصل ہو گا نہ کہ عقل و فطرت سے۔البتہ یہ بات بھی درست ہے کہ جس چیز کو ہماری شریعت نے معروف کہا ہے، اس کو عقل صحیح اور فطرتِ سلیمہ کی بنیاد پر قائم ایک مسلم معاشرہ بھی پسند کرتاہے اور جس چیز کوہماری شریعت نے منکر کہا ہے، اس کو عقل صحیح اور فطرتِ سلیمہ کی بنیاد پر قائم ایک مسلم معاشرہ بھی اجنبی سمجھتا ہے۔اسی بات کو امام ابن جریرطبری رحمة اللہ علیہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

أصل المعروف كل ما كان معروفا فعله جميلا مستحسنا غير مستقبح في أهل الإيمان باالله وإنما سميت طاعة االله معروفا لأنه مما يعرفه أهل الإيمان ولا يستنكرون فعله وأصل المنكر ما أنكره االله تعالى ورأوه قبيحا فعله و لذلك سميت معصية االله منكرًا لأن أهل الإيمان باالله يستنكرون فعلها [1]

"معروف کا اصل معنی یہ ہے کہ ہر وہ چیز کہ جس کا کرنا جانا پہچانا ہو اور وہ اہل ایمان کے نزدیک اچھا اور مستحسن ہو اور وہ اس کو قبیح نہ سمجھتے ہوں ۔ اور اللہ کی اطاعت کو بھی معروف اس لیے کہتے ہیں کیونکہ یہ ان چیزوں میں سے ہے کہ جنہیں اہل ایمان پہچانتے ہیں اور اس کے کرنے کو ناپسند خیال نہیں کرتے۔ اور منکر کی اصل یہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے ناپسند جانا ہواور اہل ایمان بھی اس کے کرنے کو ناپسند خیال کرتے ہوں ۔ اسی وجہ سے اللہ کی نافرمانی کو منکر کہتے ہیں کیونکہ اہل ایمان اس کے کرنے کو ناپسند کرتے ہیں ۔"

اسی بات کو حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ نے ان الفاظ میں بیان کیا:

ما رأى المسلمون حسنا فهو عند االله حسن وما رأوا سيئا فهو عند االله سيء[2]

"جس کو مسلمان اچھا سمجھیں تو وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہے اور جس کو وہ برا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بھی برا ہے۔"

مختصربات یہی ہے کہ عقل عام یافطرتِ انسانی معروف و منکر کا علم حاصل کرنے کے لیے کوئی کسوٹی

---

[1]۔ طبری، محمد بن جریر بن یزید۔ جامع البیان في تفسير القرآن۔ دار المعرفة۔ بيروت – لبنان۔ 1412ھ ۴۰۲/۲

[2]۔ أحمد بن حنبل ، سند احمد:۔ مؤسسة الرسالة، دار الحديث بالقاهرة، ۱۹۶۹ء۔ جلد4ص453

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No4.2021

یامعیار نہیں ہیں بلکہ اصل معیار وحی ہے اور وحی نے معروف اور منکر کا تعین کر دیا ہے اور وحی کے متعین کردہ ان تمام معروفات و منکرات کے معروف و منکر ہونے کی گواہی عقل صحیح اور فطرتِ سلیمہ پر مشتمل انسانی معاشرے بھی دیتے ہیں ۔

اسی بات کو ایک اور اندازمیں بیان کرتے ہوئے مشہور مفسر ابو حیان اندلسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فسّر بعضهم المعروف بالتوحيد والمنكر بالكفر ولا شك أن التوحيد رأس المعروف والكفر رأس المنكر ولكن الظاهر العموم في كل معروف مأمور به في الشرع وفي كل منهي نُهي عنه في الشرع۔[3]

"بعض اہل علم نے معروف کی تفسیر توحید سے اور منکر کی تفسیر کفر سے کی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ توحید معروف کی بنیادہے اور کفر منکر کی جڑ ہے۔ لیکن بظاہر الفاظ میں عموم ہے، لہٰذا معروف سے مراد ہر وہ شے ہے جس کا ہماری شریعت میں حکم دیا گیا ہے اور منکر سے مراد ہر وہشے ہے کہ جس سے ہماری شریعت میں منع کیا گیا ہے۔"[4]

امام ابو بکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

المعروف هو أمر الله ... والمنكر هو ما نهى الله عنه 4

"معروف سے مراد اللہ کا حکم ہے ...جبکہ منکر سے مراد ہر وہ شے کہ جس اللہ نے منع کیا ہو۔"

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

والمتبادر من المعروف الطاعات ومن المنكر المعاصي التي أنكرها الشرع [5]

"بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ معروف میں تمام اطاعتیں شامل ہیں اور منکر سے مراد وہ تمام معاصی ہیں جن کو شریعت نے نا پسند سمجھاہے۔"

علامہ ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

المراد بالأمر بالمعروف والنهي عن المنكر: الأمر بواجبات الشرع والنهي عن محرماته[6]

"امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے مراد ان چیزوں کا حکم کرنا ہے جن کو شریعت نے واجب قرار دیا ہے اور ان چیزوں سے منع کرنا ہے جن کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔"

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

إنهم يأمرون بما هو معروف في هذه الشريعة وينهون عما هو منكر فالدليل على كون ذلك لشيء معروفا أو منكرا هو الكتاب و السنة [7]

"وہ ہراس چیز کا حکم دیتے ہیں جو اس شریعت میں معروف ہے اور اس سے منع کرتے ہیں جو منکر ہے پس اس چیز کے معروف یامنکر ہونے کی دلیل قرآن و سنت ہی ہیں ۔"

جبکہ منکر کے درجات کو حدیث نبوی میں یوں بیان کیا گیا ہے:

---

[3]۔ أبو حيان محمد بن يوسف بن علي بن يوسف بن حيان أثير الدين الأندلسي (المتوفى: 745هـ)۔ البحر المحيط في التفسير۔ دار الفكر – بيروت۔ 1420 هـ ١٥٥/١

[4]۔ أحمد بن علي أبو بكر الرازي الجصاص الحنفي (المتوفى: 370هـ)۔ أحكام القرآن۔ دار إحياء التراث العربي – بيروت۔ 1405 هـ ٦٤/٣

[5]۔ شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني الألوسي (المتوفى: 1270هـ)۔ روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني۔ دار الكتب العلمية – بيروت، 1415 هـ، ٢٠٢/٥

[6]۔ أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي السعدي الأنصاري، شهاب الدين شيخ الإسلام، أبو العباس (المتوفى: 974هـ)۔ الزواجر عن اقتراف الكبائر۔ دار الفكربيروت۔ 1407هـ - 1987م۔ جلد3،ص161

[7] ۔ محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني (المتوفى: 1250هـ)۔ إرشاد الفحول إلي تحقيق الحق من علم الأصول۔ دار الكتاب العربي۔ بيروت۔ الطبعة الأولى 1419هـ - 1999م۔ ص ٤٠١

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No4.2021

عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ : مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ. فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ. فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ. وَذَالِکَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ[8].

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو کسی برائی کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرے اور اگر اپنے ہاتھ سے نہ روک سکے تو اپنی زبان سے روکے اور اگر اپنی زبان سے بھی روکنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو (کم از کم اس برائی کو) اپنے دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

اسی طرح ہر دور میں منکر یعنی شر سے نفرت کرنے والے اور اس کو برا سمجھنے والے انسان مجود رہیں گے گویا انسانی سرشت میں برائی یعنی منکر کا ناپسندیدہ ہونا ودیعت کر دیا گیا۔ حضرت عبد الرحمن خضرمی روایت کرتے ہیں:

أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ : إِنَّ مِنْ أُمَّتِي قَوْمًا يُعْطَوْنَ مِثْلَ أُجُوْرِ أَوَّلِهِمْ فَيُنْكِرُوْنَ الْمُنْكَرَ[9].

عَنْ مُعَاوِيَةَ رضی الله عنه قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ : لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللهِ. لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ عَلٰى ذَالِکَ[10].

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میری اُمت میں سے ایک جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم رہے گی۔ جو اُنہیں ذلیل کرنے کا ارادہ کرے گا یا اُن کی مخالفت کرے گا وہ اُنہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا امر (یعنی قیامت کا دن) آئے گا اور وہ اِسی حالت پر ہوں گے۔

ایک روایت کے الفاظ ہیں: تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي قَائِمَةً بِأَمْرِ اللهِ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ، أَوْ خَالَفَهُمْ، حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ عَلَى النَّاسِ[11].

---

[8] - أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، 1 / 69، الرقم / 49، وأحمد بن حنبل في المسند، 3 / 20، الرقم / 11166، وأبو داود في السنن، كتاب الملاحم، باب الأمر والنهي، 4 / 123، الرقم / 4340، والترمذي في السنن، كتاب الفتن، باب ما جاء في تفسير المنكر باليد أو باللسان أو بالقلب، 4 / 469، الرقم / 2172، والنسائي في السنن، كتاب الإيمان وشرائعه، باب تفاضل أهل الإيمان، 8 / 111، الرقم / 5008، وابن ماجه في السنن، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في صلاة العيدين، 1 / 406، الرقم / 1275.

[9] - أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، 4 / 62، الرقم / 16643، وأيضًا، 5 / 375، الرقم / 23229، والهيثمي في مجمع الزوائد، 7 / 261، 271، والمناوي في فيض القدير، 2 / 536، والسيوطي في مفتاح الجنة، 1 / 68.

[10] - أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب المناقب، باب سؤال المشركين أن يريهم النبي ﷺ آية فأراهم انشقاق القمر، 3 / 1331، الرقم / 3442، وأيضًا في كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى : إنما قولنا لشيئ، 6 / 2714، الرقم / 7022، ومسلم في الصحيح، كتاب الإمارة، باب قوله لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق لا يضرهم من خالفهم، 3 / 1524، الرقم / 1037، وأحمد بن حنبل في المسند، 4 / 101، الرقم / 16974، وأبو يعلي في المسند، 13 / 375، الرقم / 7383.

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No4.2021

میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا جو شخص ان کو رسوا کرنا چاہے گا یا ان کی مخالفت کرے گا وہ ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ وہ (ہمیشہ) لوگوں پر غالب رہیں گے حتیٰ کہ قیامت آجائے گی۔

مذکورہ موضوع پر سابقہ تحقیقی کام کاجائزہ: (Review of Literature)

عصر حاضر میں دراسات اسلامیہ سے متعلق بالعموم اور قرآنیات پر بالخصوص تحقیقی انداز میں کام ہو رہا ہے لیکن خیر و شر یا معروف ومنکر کے تناظر میں جدید تعبیرات کو جاچنے کے حوالے سے کوئی مستقل کام نہیں ہوا لہذا اس موضوع پر مستقل کام کرنے کی ضرورت ہے۔ راقم کی معلومات کے مطابق اس عنوان پر براہ راست کوئی کتاب یا مقالہ موجود نہیں ہے سے کسی حد تک متعلقہ عنوان پر موجود کئی معرکۃ الآراء کتب اور تحقیقی مقالات موجود ہیں ان میں سے چند کی تفصیل درج ذیل ہے:

- **Beyond Good and Evil** جو کہ معروف مغربی فلاسفر Friedrich Nietzsche کی مشہور تالیف ہے جو سماجی اخلاقیات میں خیر و شر کی اہمیت اور اس کے دائرہ کار کو تفصیل سے موضوع بنایا گیا ہے[12]۔ مذہبی لیکن اس کی غیر روایتی تعبیرات میں نٹشے کی یہ تالیف کلیدی اور بنیادی ذریعہ ہے۔ البتہ اس کتاب میں مذہب کی الہیاتی تعبیرات کے مقابلے میں عقلی تعبیرات اور متفق علیہ انسانی دانش کی تشکیل کردہ تعبیرات کو موضوع بنایا گیا ہے۔
- **On the Genealogy of Morals : A Polemic.** بھی Friedrich Nietzsche کی شہرہ آفاق تالیف ہے جو اس کی اول الذکر تالیف کا تتمہ کہا جاسکتا ہے جس میں خیر و شر کے غیر مذہبی فلسفوں سے متعلق کچھ اصلاحات بعد ازاں خود نٹشے نے کیں۔[13]
- **Science of Good and Evil : Why People Cheat, Gossip, Care, Sh are, and Follow the Golden Rule**[14] معروف امریکی مفکر Michael Shermer[15] کی تالیف ہے جس میں فلسفہ خیر و شر کے جدید فلسفوں کا تجزیہ کرتے ہوئے اس کے سماجی اور عوامی تصورات پر اس

---

11 ـأخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الإمارة، باب قوله لا تزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق لا يضرهم من خالفهم، 3 / 1524، الرقم / 1037، وأحمد بن حنبل في المسند، 4 / 101، الرقم / 16974، والطبراني في المعجم الكبير، 19 / 370، 380، 383، الرقم / 869، 893، 899.

12 - Friedrich Nietzsche, Beyond Good and Evil : Prelude to a Philosophy of the Future. New York, United States. 1997. ISBN13 9780486298689

13 - Friedrich Nietzsche -• On the Genealogy of Morals : A Polemic. Oxford University Press ،UK, 15 Jan 2009. ISBN13 9780199537082

14 - Michael Shermer- The Science of Good and Evil: Why People Cheat, Gossip, Care, Share, and Follow the Golden Rule -Henry Holt and Company- United States- February 2, 2004-

15 - Michael Brant Shermer (born September 8, 1954) is an American science writer, historian of science, founder of The Skeptics Society, and editor-in-chief of its magazine Skeptic, which is largely devoted to investigating pseudoscientific and supernatural claims. The Skeptics Society currently has over 55,000 members. Shermer engages in debates on topics pertaining to pseudoscience and religion in which he emphasizes scientific skepticism. (Mouallem, Omar (August 27, 2008). "Making a living of bullshit

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No4.2021

کی اثراندازی کو موضوع بنایا گیا ہے۔

- **Dialogue on Good, Evil, and the Existence of God** معروف John Perry[16] کی تالیف ہے جس میں مذہبی اور لبرل تعبیرات کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ دونوں طرف کے افکار کا جائزہ لیتے ہوئے مولف نے خیر وشر کی سماجیات پر تفصیل سے بحث کی ہے۔[17]
- تصور خیر و شر (اسلام، عیسائیت اور ہندو مت کی تعلیمات کا تحقیقی جائزہ)، مقالہ نگار: افراح عظیم، نگران: ڈاکٹر ناصر محمود وڑائچ، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودھا، سب کیمپس، بھکر، سیشن: 2015،2017۔

مقالہ مذکورہ میں مذاہب سماویہ میں خیر وشر کے تصور کے فروق کو واضح کرتے ہوئے روایتی مذہبی تعبیرات کو ہی اجاگر کیا گیا ہے۔ اس مقالہ کی ایک فصل قرآن کے معروف ومنکر کی اصلاحات کے تناظر میں خیر وشر کی تعبیرات کو بیان کرتی ہے۔

- **فصل المقال**[18]، معروف مسلم فلسفی ابن رشد کی تالیف ہے۔ جس میں یونانی اور مسلم فلسفہ کے تناظر میں تیسرے باب میں خیر وشر کے تصورات اور اس کی سماجی حیثیات پر بحث کی گئی ہے۔
- خیر وشر: مجموعہ مقالات[19]: ڈاکٹر وحید عشرت کی زیر نظر موضوع پر جامع ترین تالیف ہے جس میں خیر وشر اور اس کی سماجی حیثیت پر تین نقطہ ہائے نظر سے متعلق مقالات جمع کیے گئے ہیں اولا عمومی ابحاث، ثانیا: مغربی مفکرین کے مقالات کے تراجم اور آخر میں علامہ اقبال کے افکار سے متعلق مقالات شامل کتاب ہیں۔ اس تالیف میں خیر وشر کے مختلف غیر روایتی تصورات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔
- **ابن حزم، علی، الفصل**[20]: تاریخ اسلام کا معروف مصدر ہے جس کے تیسرے باب میں معروف ومنکر کے نفاذ کے طریقہ کار پر بحث کی گئی ہے۔
- **شیخ مفید، محمد، اوائل المقالات**[21]، : اس کتاب میں معروف شیعہ محقق نے ایرانی پس منظر میں تجدد پسند افکار کا جائزہ لیا ہے جس میں اسلامی روایت کے پس منظر میں ان کی قبولیت وعدم قبولیت کا تجزیہ کیا گیا ہے۔
- **معروف ومنکر اور جناب جاوید احمد غامدی**[22]: یہ آرٹیکل جناب ڈاکٹر حافظ محمد زبیر صاحب کا تحریر شدہ ہے جس میں متجددین میں سے جناب جاوید احمد غامدی کی فکر بالخصوص معروف ومنکر سے متعلق ان کے افکار کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا کتابیات میں مذہبی تصورات میں غیر روایتی تعبیرات کے تناظر میں مابعد جدید خیر وشر کی سماجی حیثیت اور اس کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے چنانچہ

---

detecting". VUE Weekly.)

16 - John Richard Perry is Henry Waldgrave Stuart Professor of Philosophy Emeritus at Stanford University and Distinguished Professor of Philosophy Emeritus at the University of California-

17 - John Perry- Dialogue on Good, Evil, and the Existence of God- Hackett Publishing Co, Inc- Cambridge, MA, United States -ISBN13 9780872204607

18 - ابن رشد، فصل المقال ، دار المشرق، بیروت، ط 2

19 - خیر وشر: مجموعہ مقالات، مولف : ڈاکٹر وحید عشرت ۔ مطبوعہ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۷ء۔

20 - ابن حزم، علی، **الفصل** ، بیروت، ۱۴۰۶ق /۱۹۸۶

21 - شیخ مفید، محمد، اوائل المقالات ، بہ کوشش مہدی محقق، تہران، ۱۳۷۲ش

22 - حافظ محمد زبیر، ڈاکٹر۔ معروف ومنکر اور جناب جاوید احمد غامدی۔ ماہنامہ محدث مئی ۲۰۰۷۔ شمارہ نمبر ۳۱۰

Vol. 5 No4.2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

اس تناظر میں لبرل اور سیکولر افکار کا جائزہ لے کر اس کے نتائج کی روشنی میں خیر و شر کی موجودہ سماجی حیثیت کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔

قابل بحث نکات:

پچھلے چودہ سو برس سے اسلامی تعلیمات کی تعبیر کے حوالے سے امت مسلمہ کے اندر مختلف فکری لہریں موجود رہی ہیں۔ خود صحابہ کرامؓ کے آخری ادوار میں یہ فکری اختلافات موجود تھے۔ ان اختلافات نے بنو امیہ کے زمانے میں ایک اور شکل اختیار کرلی۔ بنو عباس کے زمانے میں اس کی نئی شکلیں اور جہتیں بن گئیں۔ ہر زمانے کے سیاسی اور معاشرتی حالات ان مختلف تعبیراتِ اسلام کے بنانے میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ موجودہ زمانے میں انتہائی پیچیدہ اور متنوع عوامل کی موجودگی کی وجہ سے امتِ مسلمہ کے اندر بہت سے فکری گروہ بن گئے ہیں۔ ان کو ہم مختلف تعبیراتِ اسلام بھی کہہ سکتے ہیں۔ ان کے درمیان گہرے فکری، نظریاتی اور تجزیاتی و عملی اختلافات موجود ہیں۔ ان میں ہم چار کلاسیکل[23] نقطہ ہائے نظر کا تذکرہ کریں گے۔ تاہم یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ یہ تقسیم مکمل نہیں ہے۔ بہت سے افراد اور گروہ ایسے بھی موجود ہیں جو اِن مختلف نقطہ ہائے نظر کے درمیان میں پائے جاتے ہیں۔ تاہم اس تقسیم کا فائدہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے ہم مختلف گروہوں کی پہچان کے لیے ان کو کوئی نام دے سکتے ہیں۔

قدامت پسند اہل تعبیر:

یہ وہ گروہ ہے جو اُن فقہی تعلیمات کو حرفِ آخر تصور کرتا ہے جو آج سے آٹھ سو یا ہزار برس پہلے فقہا نے بیان کئے تھے۔ ان تعلیمات سے پوری طرح جڑا رہنا اس گروہ کے نزدیک ضروری ہے۔ یہ گروہ تحقیق اور اجتہاد پر یقین نہیں رکھتا. اس کے نزدیک آج سے کئی سو برس بیشتر علماء اور فقہا نے جو کچھ کہہ دیا تھا، وہی ہمارے لیے کافی وشافی ہے۔ یہ گروہ عالمی سیاست اور معاملات سے بھی عموماً دور رہتا ہے۔ ان کا ظاہری حلیہ ان کے نقطہ نظر کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ یہ گروہ قرآنِ مجیدکے براہ راست سیکھنے سکھانے سے زیادہ شغف نہیں رکھتا،البتہ اپنی مخصوص فقہی معاملات کے علم کو اپنے گروہ کے اندر عام کرنا چاہتا ہے۔ فی الوقت یہ فکری لہر مسلمانوں کے تمام مسالک میں موجود ہے۔ عالمِ اسلام کے اکثر دینی مدارس اسی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

انتہا پسند تعبیرات:

یہ گروہ ایک مخصوص سیاسی زاویہ نظر رکھتا ہے۔ اس کے نزدیک اسلام کا اصل مقصد ساری دنیا پر غلبہ حاصل کرنا ہے۔ اس گروہ کے نزدیک قرآن مجید نے حضورؐ کے لیے بطورِ رسول غلبے کی جو بات کی ہے، وہ باقی سب مسلمانوں کے لیے بھی قابلِ عمل بلکہ لازم (Applicable)ہے۔ اس نقطہ نظر کے مطابق غیر مسلموں کو انفرادی طور پر اپنا مذہب اختیار کرنے کی اجازت ہے، مگر ان کو یہ اجازت نہیں کہ وہ اپنے نقطہ ہائے نظر کے مطابق ریاست کی تشکیل کریں۔ اس گروہ کے خیال میں ریاست کی تشکیل صرف مسلمانوں کا حق ہےگویا اس گروہ کے مطابق موجودہ سب غیر مسلم ریاستوں کو مٹانا اصولی اعتبار سے مسلمانوں کا مقصد ہونا چاہیے۔ اس مقصد کے حصول کی خاطر مختلف اوقات میں مختلف حکمت عملیاں اختیار کی جاسکتی ہیں۔ مثلاً اگر انتخاب کے ذریعے اقتدار پر قبضہ کیا جاسکتا ہو تو اس راستے کو بھی وقتی طور پر اختیار کیا جاسکتا ہے تاکہ اقتدار میں آنے کے بعد اپنے مقاصد کی تکمیل کی جاسکے اور اگر کہیں مسلح طریقے سے کامیابی حاصل ہوسکتی ہے تو یہ بھی بالکل جائز اور روا ہے۔ مسلح جدوجہد کے لیے یہ گروہ کسی شرط کا قائل نہیں ہے۔ اس کے نزدیک کوئی بھی فرد یا گروہ اچھے مقاصد کے خاطر طبلِ جنگ بجا سکتا ہے۔ یہ گروہ سائنس اور ٹیکنالوجی سے پورا فائدہ اٹھاتا ہے مگر اہم ترین ایشوز، مثلاً خواتین کے حقوق وغیرہ کے ضمن میں کلاسیکل قدیم نقطہ نظر کا حامل ہے جس سے خواتین عملاً دوسرے درے کی شہری بن جاتی ہیں۔اس مکتب فکر کے اندر بعض گروہ ایک دوسرے سے فکری اختلافات بھی رکھتے ہیں مگر اس کے باوجود یہ سب ایک دوسرے کو قدر اور دوستی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مثلاً ان میں سے ایک گروہ جمہوریت کو کفر سمجھتا ہے اور دوسرا گروہ اسے حکمت عملی کے طور پر جائز سمجھتا ہے۔ اس کے باوجود دونوں گروہ ایک دوسرے کے لیے محبت کے جذبات رکھتے ہیں، اس لیے کہ دونوں اپنے اصل مقصد یعنی سب غیر مسلموں پر دین کو غالب کرنے کے معاملے میں یہ متحدالخیال ہیں۔ اس انتہا پسند گروہ میں چار مزید Sub-Groupپائے جاتے ہیں۔ پہلا Sub-Groupبنیادی طور پر سیاسی جدوجہد

---

[23] ۔ ڈاکٹر محمد فاروق خان۔ امت مسلمہ : کامیابی کا راستہ۔ آگہی برائےاعتدال۔ مردان پاکستان۔ حصہ دوم/ ۱۴۳

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No4.2021

کرتا ہے۔ دوسرا گروہ مذہبی تعلیمی اداروں کے ذریعے اپنی بات آگے بڑھاتا ہے۔ تیسرا گروہ شدومد سے عسکریت پسندی کی حمایت کرتا ہے۔ چوتھا گروہ درج بالا تینوں گروہوں کے اُن انتہائی مخلص اور جاں باز افراد پر مشتمل ہے جنھوں نے اپنے آپ کو عسکری جدوجہد کے لیے وقف کیا ہوتا ہے[24]۔ یہ چاروں گروہ ایک دوسرے کے حمایتی اور ممد ومعاون ہیں۔ اس وقت امت کے دینی طبقے کے اندر اسی گروہ کا فکری غلبہ ہے۔ ہماری نظر میں یہ نقطۂ نظر صحیح نہیں ہے۔ اس سے اسلام ایک دعوتی دین کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک جارح دین کی حیثیت سے سامنے آتا ہے۔ اس گروہ کی عملی اور عسکری جدوجہد بلحاظ مجموعی اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچا رہی ہے۔

معتدل تعبیرات:

اس گروہ کے خیال میں اسلام امن اور اعتدال کا دین ہے۔ مسلمانوں کاکام یہ ہے کہ وہ پرامن طور پر اپنے نقطہ نظر کی دعوت دیں اور اپنے ہاں بہترین فلاحی معاشرے قائم کریں۔ یہ گروہ اجتہاد وتحقیق پر یقین رکھتا ہے۔ اس گروہ کے خیال میں حضورؐ کے لیے سرزمین عرب پر غلبے کی قرآنی پیشن گوئی حضورؐ کے ساتھ بطورِ رسول خاص تھی اور جس طرح یہ ہر رسول کے معاملے میں پوری ہوئی، اسی طرح یہ حضورؐ کے معاملے میں بھی پوری ہوگئی۔ اب یہ رسالت محمدیؐ کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ یہ گروہ جمہوریت پر یقین رکھتا ہے۔ اس کے خیال میں اعلانِ جنگ صرف ریاست کاکام ہے۔ یہ گروہ انسانی حقوق، امنِ عالم کے لیے کیے گئے معاہدوں اور قوانین کے تقدس پر بھی یقین رکھتا ہے۔ یہ گروہ مکالمے اور پرامن بقائے باہمی پر بھی یقین رکھتا ہے اور فنونِ لطیفہ کو کچھ حدود کے اندر جائز سمجھتا ہے۔۔ بعض اوقات اس کو لبرل گروہ بھی کہا جاتا ہے۔راقم الحروف کا تعلق اسی گروہ سے ہے اور یہ کتاب اسی معتدل فکر کو بیان کرتی ہے۔

تجدد پسند تعبیرات

یہ گروہ اسلامی تعلیمات کو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ ایک حصہ عالمی اخلاقی تعلیمات پر مشتمل ہے جس کی اطاعت ہمیشہ کے لیے ضروری ہے۔ جب کہ دوسرا حصہ عملی احکامات پر مشتمل ہے۔ اس دوسرے حصے میں وقت اورحالات کی مناسبت سے تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔ گویا اس گروہ کے نزدیک قرآن مجید کے عملی احکام جو عبادات، معاملات اور جرائم وغیرہ سے متعلق ہیں، ابدی حیثیت نہیں رکھتیں۔ اگر حالات مناسب ہوں تو اُن کو اسی طرح قائم رکھا جاسکتا ہے اور اگر حالات کا تقاضا ہو کہ اُن کو تبدیل کیا جائے تو ایسا بھی ہوسکتا ہے۔ اگر چہ یہ نقطہ نظر عام مسلمانوں میں بہت کم پایا جاتا ہے، تاہم ایک خاص علمی حلقے میں اس کی قدروقیمت موجود ہے۔ مسلمانوں کے ہاں موجود بہت سے الٹرا سیکولر حلقے اِس نقطہ نظر کی فکری بنیادیں جانے بغیر اس کو ایک خاص حد تک مانتے ہیں۔ گویا اس Sub-Group کے نزدیک اسلام نے فرد کو جتنے احکام دیے ہیں مثلاً نماز، روزہ وغیرہ، ان کی پابندی، بحیثیت فرد اچھی بات ہے، لیکن اسلام نے جتنے اجتماعی احکام دیے ہیں، ان کی پیروی ریاست کے لیے ضروری نہیں۔ ہمارے نزدیک یہ نقطۂ نظر بھی صحیح نہیں۔ اس امت کا اجتماعی ضمیر اس کو کبھی قبول نہیں کرسکتا۔

اس وقت عالم اسلام کے اندر یہ چاروں فکری روئیے پائے جاتے ہیں۔ لیکن یہ کوئی Water tight compartments نہیں ہیں۔ ایسے بھی لوگ اور گروہ موجود ہیں جو کچھ معاملات میں قدامت پسندانہ اور کچھ معاملات میں انتہاپسندانہ نقطہ نظر رکھتے ہیں۔ اسی طرح ایسے بھی گروہ موجود ہیں جو کچھ معاملات میں انتہا پسندانہ اور کچھ معاملات میں معتدل رویہ رکھتے ہیں۔

أمر بالمعروف ونهي عن المنكر حوالے سے ایک چیز جو بہت ہی اہم ہے وہ یہ کہ اس کا دائرۂ کار کیا ہے۔کیایہ صرف ریاست کی ذمہ داری ہے یاافراد کاذاتی سطح پر اور معاشرے کا بھی اس فریضے کی ادائیگی میں کوئی کردار ہے؟

جمہور علما کے نزدیک یہ فریضہ 'ریاست' کے ساتھ ساتھ فرد اور عام معاشرے پر بھی عائدہوتا ہے۔جبکہ ہمارے ہاں بعض متجددین نے اس کے لیے ریاست یا اس کی اجازت کو بطورِ شرط بیان کیا ہے۔جناب علامہ جاوید احمد غامدی[25] صاحب لکھتے ہیں :

---

24 - ڈاکٹر محمد فاروق خان۔ امت مسلمہ : کامیابی کا راستہ۔ - حصہ دوم/ ۱۴۴

25 - جاوید احمد غامدی کی پیدائش 18 اپریل 1951ء کو ضلع ساہیوال کے ایک گاؤں جیون شاہ کے نواح میں ہوئی۔ آبائی گاؤں ضلع سیالکوٹ کا ایک قصبہ اور آبائی پیشہ زمینداری ہے۔ ابتدائی تعلیم پاک پتن اور اس کے نواحی دیہات میں پائی۔ اسلامیہ ہائی اسکول پاک پتن سے میٹرک اور گورنمنٹ کالج لاہور سے بی اے اور اس کے ساتھ انگریزی ادبیات میں آنرز (حصہ اول) کا امتحان پاس کیا۔ عربی وفارسی کی ابتدائی تعلیم ضلع ساہیوال ہی کے ایک گاؤں نانگ پال میں مولوی نور احمد صاحب سے حاصل کی۔ دینی علوم قدیم طریقے کے مطابق مختلف

"یہ حکم (یعنی أمر بالمعروف اور نھي عن المنکر) اربابِ اقتدار سے متعلق ہے۔۔۔دوسرے لفظوں میں گویا قرآن کا منشا یہ ہے کہ فوج اور پولیس کی طرح اسلامی ریاست کے نظام میں ایک محکمہ قانونی اختیارات کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے قائم ہونا چاہیے۔۔۔قرآن مجید کی رو سے اُمت میں قیامِ حکومت کے بعد یہ فرض اس کے اربابِ حل و عقد پر عائد ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو خیر کی طرف بلاتے،منکر سے روکتے اور معروف کی تلقین کرتے رہیں۔ان پر لازم ہے کہ نظم ریاست سے متعلق دوسری تمام فطری ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے ساتھ اپنی یہ ذمہ داری بھی لازماً پوری کریں۔"[26]

ہمارے پیش نظر آخر الذکر مسلم اہل تعبیر کے وہ افکار ہیں جو چودہ سو سالہ مسلم روایت سے ہٹ کر تجد دپسندی پر مبنی ہیں جس کی وجہ سے امت کے کئی متفقہ مسائل و اصول بھی متنازعہ ہو گئے جو اس سے پہلے نہیں تھے۔ گذشتہ چند دہائیوں میں ایسے کئی نام تاریخ میں موجود ہوئے۔ مثلاً ڈاکٹر فضل الرحمن، جناب عمر احمد عثمانی، ڈاکٹر گورائیہ، ڈاکٹر اسرار احمد، مولانا محمد حنیف ندوی، جناب جاوید احمد غامدی، ڈاکٹر یوسف القرضاوی، ڈاکٹر حسن الترابی وغیرہ۔ مذکورہ حضرات اہل علم کی بعض تعبیرات، مسلم روایت کی جمہوری اور اکثریتی رائے سے ہٹ کر تفرد کی حیثیت میں سامنے آئیں جن کو بنیاد بنا کر سیکولرازم کی طرف مسلمانوں کا ایک طبقہ اپنی تعبیرات کو جسٹیفائی کرتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان تجد دپسندانہ تعبیرات کا جائزہ قرآن کے فلسفہ معروف ومنکر کے تناظر میں لیا جائے تاکہ اس کی دینی حیثیت واضح ہو سکے۔

نتیجہ بحث:

جدید دانش اِس حقیقت کو سمجھ چکی ہے کہ ایک مسلمان سے اس کا مذہب یا مذہبی شناخت مٹانا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اِدھر غیر روایتی یا تجد دپسند مذہبی مسلمان یہ چاہتا ہے کہ اسلام کی شناخت (یا مسلمان رہتے ہوئے) مغربی جدیدیت یا لبرازم کے جملہ خصوصیات و فوائد سے متمتع ہوں۔ اِس فکری دوراہے نے ایک اور فکر تشکیل دی جس میں مذہبی مداہنت سے دور رہ کر غیر روایتی انداز میں خیر وشر کی از سرِ نو تعبیر کا خواہاں طبقہ وجود پذیر ہو رہا ہے۔ "میرا جسم میری مرضی" جیسے سلوگنز اِسی فکر کے مظاہر ہیں۔ ایسے فکری انتشار کی کیفیت میں نہ صرف خیر وشر کی سماجی حیثیت چیلنج ہوتی ہے بلکہ خالص قرآنی فلسفہ معروف ومنکر کی حدود بھی متاثر ہوتی ہیں۔ مذہبی روایت اور کلامی فلسفہ کے تناظر میں اِس وجود پذیر غیر روایتی یا تجد دپسند مذہبی فکر کا تجزیہ اسباب واثرات وقت کی علمی ضرورت ہے جس میں غیر معاشروں میں پہلے سے موجود اِس فکری و سماجی مسئلہ کی روشنی میں مسلم معاشروں پر مرتب ہونے والے اثرات کا جائزہ لیا جائے۔ تجد دپسندانہ تعبیرات دین کی قرآن مجید کے فلسفہ معروف ومنکر کی کسوٹی پر پرکھ وقت کی اہم ضرورت ہے تاکہ اسلامی نقطہ نظر سے ان جدید تعبیرات کی قبولیت یا عدم قبولیت کا فیصلہ کرنا ممکن ہو سکے۔

قابل تحقیق پہلو: (Proposed Study)

زیر نظر موضوع کے حوالے سے، محققین علوم اسلامیہ کے لئے چند قابل تحقیق بنیادی سوالات حسب ذیل ممکن ہوسکتے ہیں:

۱۔ پوسٹ ماڈرن ازم یا مابعد جدیدیت میں خیر وشر یا معروف ومنکر کی حیثیت کیا ہے؟

۲۔ غیر روایتی مذہبی یا سیکولر تعبیرات میں خیر وشر کے جانچنے کا معیار کیا ہے؟

۳۔ آفاقی کی بجائے انسانی تعبیر کی صورت میں فلسفہ خیر وشر کے ممکنہ سماجی اثرات کیا ہو سکتے ہیں؟

۴۔ غیر آفاقی (Non-Revealed) تعبیرات خیر وشر کے نتیجے میں موجود انسانی مسائل کیا ہیں اور ان کا حل کیسے ممکن ہے؟

مصادر و مراجع (Bibliography)

اساتذہ سے پڑھے۔ قرآن وحدیث کے علوم ومعارف میں برسوں مدرسۂ فراہی کے جلیل القدر عالم اور محقق امام امین احسن اصلاحی سے شرف تلمذ حاصل رہا۔ ان کے دادا نور الٰہی کو لوگ گاؤں کا مصلح کہتے تھے۔ اسی لفظ مصلح کی تعریب سے اپنے لیے غامدی کی نسبت اختیار کی اور اب اسی رعایت سے جاوید احمد غامدی کہلاتے ہیں۔ دانش سرا، المورد، ماہنامہ اشراق، ماہنامہ رینی ساں Renaissance کے بانی اور بِرہان، میزان، البیان، اشراق اور خیال وخامہ کے مصنف ہیں۔

[26] - غامدی، جاوید احمد۔ میزان۔ ادارہ علم وتحقیق، المورد، لاہور۔ ۲۰۱۵ء

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

- ابن حزم، علی، **الفصل** ، بیروت، ۱۴۰۶ق /۱۹۸۶
- ابن رشد، فصل المقال ، دار المشرق، بیروت، ط 2
- أبو حيان محمد بن يوسف بن علي بن يوسف بن حيان أثير الدين الأندلسي (المتوفى: 745هـ). البحر المحيط في التفسير. دار الفكر – بيروت. 1420
- أحمد بن حنبل ، سند احمد:. مؤسسة الرسالة، دار الحديث بالقاهرة، ۱۹۶۹ء
- أحمد بن علي أبو بكر الرازي الجصاص الحنفي (المتوفى: 370هـ). أحكام القرآن. دار إحياء التراث العربي – بيروت. 1405 هـ
- أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي السعدي الأنصاري، شهاب الدين شيخ الإسلام، أبو العباس (المتوفى: 974هـ). الزواجر عن اقتراف الكبائر. دار الفكربيروت. 1407هـ - 1987م.
- حافظ محمد زبیر، ڈاکٹر. معروف ومنکر اور جناب جاوید احمد غامدی. ماہنامہ محدث مئی ۲۰۰۷.
- ڈاکٹر محمد فاروق خان. امت مسلمہ : کامیابی کا راستہ. آگہی برائے اعتدال. مردان پاکستان.
- ڈاکٹر وحید عشرت ۔ خیر وشر: مجموعہ مقالات، مطبوعہ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۰۷ء.
- شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني الألوسي (المتوفى: 1270هـ). روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني. دار الكتب العلمية – بيروت. ، 1415 هـ
- شیخ مفید، محمد، اوائل المقالات ، بہ کوشش مہدی محقق، تہران،
- طبری، محمد بن جرير بن يزيد. جامع البيان في تفسير القرآن. دار المعرفة. بيروت – لبنان. 1412هـ
- غامدی، جاوید احمد. میزان. ادارہ علم و تحقیق، المورد، لاہور. ۲۰۱۵ء
- محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني (المتوفى: 1250هـ). إرشاد الفحول إلي تحقيق الحق من علم الأصول. دار الكتاب العربي. بيروت. الطبعة الأولى 1419هـ - 1999م.

Friedrich Nietzsche, Beyond Good and Evil : Prelude to a Philosophy of the Future. New York, United States. 1997. ISBN13 9780486298689

Friedrich Nietzsche -• On the Genealogy of Morals : A Polemic. Oxford University Press ‹UK, 15 Jan 2009. ISBN13 9780199537082

John Perry- Dialogue on Good, Evil, and the Existence of God- Hackett Publishing Co, Inc- Cambridge, MA, United States -ISBN13 9780872204607

Michael Shermer- The Science of Good and Evil: Why People Cheat, Gossip, Care, Share, and Follow the Golden Rule -Henry Holt and Company- United States- February 2, 2004-